تقریر مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی بر موقعہ جلسہ سالانہ

قرآن مجید کے علمی کمالات اور موجودہ زمانہ کے سائنٹیفک انکشافات

ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا
انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ
سمیعا بصیرا .... یفجرونھا تفجیرا۔ (سورۃ الانسان)

قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام "الانسان" ہے جس میں انسان کے سوشل ہستی ہونے کا ذکر ہے۔ اسی ضمن میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کے مستقل مضامین تین ہیں اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی توحید۔ قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت۔ یہ تینوں مضامین ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی کے متعلق میں آج کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ (وباللہ التوفیق)

اتفاق کی بات ہے کہ کل حضرت مولانا (صدر الدین صاحب) نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ قرآن مجید ماڈرن کتاب ہے۔ یعنے زمانہ کی علمی ترقی اور سائنٹیفک انکشافات کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے کمالات ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور پھر آپ نے نماز جمعہ میں اسی سورت کو تلاوت فرمایا میرے مضمون کی بنا بھی دو باتیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی توحید پر قرآن مجید نے دو قسم کے دلائل بالعموم بیان فرمائے ہیں، آفاقی اور انفسی، یعنے انسان کے علاوہ باہر کی کائنات سے دلائل اور انسان کے اندر کی دنیا سے تعلق رکھنے والے دلائل اور پھر یہ دونوں قسم کے دلائل زمانہ کے ساتھ ساتھ نئے نئے انکشافات کے عین مطابق چلتے چلے جاتے ہیں۔ مضمون یوں شروع ہوتا ہے:۔

ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا

ہر انسان جو اس دنیا میں ہے ایک وقت ایسا بھی گزرا جب اس کا نام و نشان تک نہ تھا اور اب ہر شخص کو دنیا کی حقیقت پر شک ہو تو ہو مگر اپنی ہستی کا ہر شخص کو یقین ہے۔ اندھا بھی گو آنکھوں سے دیکھنے میں معذور ہے مگر اپنی ہستی کا قائل ہے، ہر شخص ایک وقت تھا کہ نہیں تھا اور اب ہے مگر کیسے ہوا؟ یہ دلیل یقینیات ذہنی کی دلیل ہوگی جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دلیل یوں شروع ہوتی ہے کہ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ نطفہ کے معنی ہیں ماء صافی ایک انسان کے سارے وجود کے نچوڑ سے دوسرا انسان پیدا ہوتا ہے۔ اس امر کو آسانی سے سمجھنے کے لئے درخت اور بیج کی مثال پر غور کیجئے۔ بڑ کا درخت کتنا بڑا درخت ہوتا ہے مگر اس کے بیج کو دیکھئے کتنا حقیر اور ذرا سا ہوتا ہے مگر پورے درخت کا خلاصہ اور نچوڑ اس بیج میں موجود ہوتا ہے، جب اس بیج کو بویا جاتا ہے تو بڑ کے پتے اس کی شکل اور اس پر خطوط اس کا تنہ اور پھل اور پتہ پتہ کی تاثیرات۔ بلندی۔ پھیلاؤ۔ سایہ۔ بو اور بیسیوں صفات اس بیج سے ظاہر ہو جاتی ہیں جس طرح بیج کے اندر بے بی پلانٹ (BABY PLANT) جو بڑی طاقت کی خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتا۔ اگر سارے دنیا کے سائنسدان مل کر کوشش کریں کہ پورے بڑ کے درخت کا اتنا مختصر خلاصہ اور نچوڑ جتنا کہ قدرتی بیج میں ہوتا ہے نکالیں تو نہیں نکال سکتے۔ اسی طرح نطفہ ایک بیج ہے جس سے انسانی تخلیق کی ابتدا ہوتی ہے مگر یہاں انسان سے مراد ایک لحاظ سے تو سب انسان ہیں جن میں فلاسفر، سائنسدان ڈاکٹر، انجنیئر اور دنیا کے تمام علوم و فنون کے علماء اور ماہر مراد ہیں، ایک طرف ان کے علمی اور فنی کمال کو دیکھو اور دوسری طرف ان سب کی ابتدا اور بیج کو دیکھو کہ پیدا کہاں سے ہوئے۔ فلاسفر، سائنسدان، ڈاکٹر انجنیئر اور دنیا کے مختلف علوم کے ماہر جو اپنے علمی کمال سے ہمیں حیرت میں ڈالتے ہیں اور پھر ان کے بالیسیوں درجے اور مراتب ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ میرا ایک جاوا کا شاگرد تھا جسے میں دینیات پڑھاتا تھا وہ اپنے فن میں اتنا لائق تھا کہ کاغذ پر پنسل سے میری ایسی تصویر ہو بہو فوٹو کی طرح بنا دیتا تھا۔ جسے تو بغیر رول کے سیدھی لکیر بھی کھینچنی نہیں آتی، مختصر یہ کہ ہر انسان خواہ وہ آسمان پر اڑتا ہو نطفہ سے بنایا گیا ہے نطفہ سے آگے، قرآن مجید نے فرمایا وہ نطفہ امشاج ہے۔ پہلے زمانہ میں سمجھا جاتا تھا کہ وہ مرد اور عورت دونوں کا نطفہ ہے یا اربعہ عناصر کا مجموعہ ہے۔ مگر آج کل عناصر چار نہیں رہے بلکہ ان کی تعداد ۹۰ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے اسی طرح نطفہ کے اجزاء بھی باوجود اس کے کہ وہ چند قطرات ہیں بہت زیادہ ہیں، اس کے متعلق موجودہ ریسرچ یہ ہوئی ہے کہ اس میں ۲۴ کروموسومز مرد کی طرف سے اور ۲۴ کروموسومز عورت کی طرف سے آتے ہیں ان میں مرد اور اس کے باپ دادا کی عادات اور خصائل اور عورت کے ماں باپ وغیرہ کے خصائل و عادات جمع ہوتے ہیں۔ جن سے مولود کا قد۔ بالوں کا آنکھوں کا رنگ، چہرہ ناک کان وغیرہ ظاہری شکل و صورت اور باطنی اعضاء کی تشکیل ہوتی ہے یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ بعض بیماریاں کئی کئی نسلوں تک اولاد میں چلتی ہیں۔ جس طرح بیماریاں اولاد میں منتقل ہوتی ہیں اسی طرح سے ذہنی قوٰی شجاعت۔ بزدلی۔ ذہانت۔ اور اخلاق بھی منتقل ہوتے ہیں مگر ان تمام صفات عادات اور جذبات کا نچوڑ اور روح اس نطفہ کے اندر موجود ہوتی ہے جو ابتداءً والدین کی طرف سے آتا ہے اگر نطفہ کو دس لاکھ گنا بڑا کر کے دکھانے سے حاصل ہوا ہے وہ جوہر جو جسم انسانی کے خلیہ (CELL) میں موجود ہے وہ جیسا کہ بڑے بڑے تجربات کی نشو و نما کی نگرانی کرتا ہے جسم کی شکل و صورت۔ ذہانت قابلیت، جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ یہ جوہر بغیر برقی خوردبین نظر نہیں آتا بھی اسے دس لاکھ گنا بڑا کر کے دکھاتی ہے جس طرح نطفہ کو دس لاکھ گنا بڑا کر کے دکھانے سے اس جوہر کا پتہ لگایا گیا ہے جسے انگریزی میں یا سائنٹیفک اصطلاح میں:۔

Deoxyribo Nucleic
Acid

اور مختصر نام ڈی۔ این اے دیا گیا ہے ان خلیوں کی آبادی انسانی جسم میں ساری دنیا کی آبادی سے بہت زیادہ ہے۔ ڈی این اے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ایک بچہ کو والدین کی طرف سے فلاں فلاں خصوصیات ملنی چاہئیں۔ بچہ ذہین ہوگا، دراز قد ہوگا۔ یا کوتہ قد۔ درمیانی۔ دلیر بزدل۔ خوبصورت یا بدصورت ہوگا۔ ایک شخص کی جسمانی اور ذہنی نشو و نما کا کلیۃً انحصار ڈی این اے پر ہے۔ اسلئے نومولود نقش اپنے نقش اوّل (ماں باپ) کے مشابہ ہوگا جس ڈی۔ این اے سے اس کی تخلیق ہوئی۔ مگر میں نے کہا قرآن مجید ماڈرن کتاب ہے آیا اس میں بھی یہ انکشاف موجود ہے یا نہیں تو پہلی چیز لفظ نطفہ ہے جو ماء صافی یا سارے جسم کے نچوڑ کا نام ہے۔ اس نچوڑ کو قرآن مجید نے ہر انسان کی بنا قرار دیا ہے۔ گویا نومولود ایک لحاظ سے اپنے والدین کا معمول ہے۔ یہ ایک شہر ہے جو پرانے شہر سے نکالا گیا ہے اور اپنے پرانے شہر کی خصوصیات اور ساری اندرونی مشینری بطور بیج لیتا ہے اور آگے اس کی نشو و نما اور تکمیل کرتا ہے مگر جس طرح سائنسدانوں نے دس لاکھ گنا برقی خوردبین ایجاد کر کے نطفہ کے اجزاء اور جواہر کو دیکھا محمد رسول اللہ صلعم کو وحی کرنے والے اللہ تعالےٰ کی نگاہ تو اس سے بھی زیادہ عالم الغیب والشھادۃ یعنے لطیف تر ہے اس لئے ۱۴۰۰ سو برس پہلے نطفہ کے بعد جو لفظ الہام کیا وہ امشاج ہے جو مشج یا مشیج کی جمع ہے جو اس نطفہ کو بے شمار اجزاء لطیف پر مشتمل قرار دیتا ہے۔ نطفہ امشاج ایک تو والدین بلکہ والدین کے والدین کی ذہنی خصوصیات اور بے شمار استعدادات کا یہ نچوڑ ہے اور یہ خصوصیات اور اوصاف کس قدر ترقی کرنے والے ہیں اور انسانیت کو بلند کرنے والے ہیں۔ ہر انسان خواہ وہ ڈاکٹر ہے یا انجنیئر ہے، سائنسدان ہے۔ آرٹسٹ ہے وہ اپنی قابلیت اور ہنر کے بیج ماں باپ سے ہی لے کر آیا ہے مگر اس میں جو نقطہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک درخت کا بیج جتنا خلاصہ نکالنا اور کئی ایک انسانوں کی خصوصیت پر مشتمل نطفہ بنانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے، کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان اپنے مجموعی علم سے یہ کام نہیں کر سکتے۔ مگر اس پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر انسان مجبور محض ہے کیونکہ اس کی علت اس کے والدین ہیں اور ان کا نچوڑ اور خلاصہ نکالنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ برنارڈ شا کے پاس ایک فلم سٹار پہنچی جس نے اس کی کتب پڑھی تھیں اور اس کی عقلمندی کی معترف تھیں اس نے برنارڈ شا سے کہا کہ میں چاہتی ہوں تم سے شادی کر لوں تاکہ

میرے ہاں ایک بیٹا تیرے جیسا عقلمند پیدا ہو، برنارڈشا نے اسے جواب دیا کہ بیٹا اگر میری جیسی شکل کا اور تیری جیسی عقل کا پیدا ہو گیا تو پھر کیا کرو گی؟ اللہ تعالیٰ جیسے سائنٹیفک انکشافات جو ہو چکے ان کا عالم ہے وہ آئندہ ہونے والی ایجادات کا بھی عالم ہے اور ایک حقیقت پر جو اعتراض وارد ہوں گے ان سے بھی آگاہ ہے، ہر مولود بیشک اپنے وجود میں بظاہر مجبور ہے مگر آگے فرمایا نبتلیہ ہم اسے آزماتے ہیں یا ہم نے اسے اختیار دیا ہے فجعلناہ سمیعاً بصیراً سو ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا یا عقلمند بنایا ہے، جو کام وہ کرے دیکھ بھال کر سوچ سمجھ کر کرے، اگر سمیع اور بصیر نہ بنایا ہوتا تو بے شک مجبور محض ہوتا اس کی زیادہ تشریح یوں فرمائی انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً ہم نے اسے ہدایت دی ہے ہر کام کرتے وقت اس سے کام لے۔ ایک ہدایت انسان کی ضمیر میں رکھی ہے کہ ہر انسان ضمیر کی روشنی میں اچھے اور برے کو پرکھ سکے، دوسری قسم کی ہدایت انبیاء کی معرفت آتی ہے اور تیسری قسم کی ہدایت اس وقت ملتی ہے جب انسان ہدایت پر چلتا ہے تو آگے اسے سیدھا راستہ نظر آ جاتا ہے جیسا کہ فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

اگر کوئی ماں باپ سے برائی یا بیماری لے کر آیا ہے تو آگے ضمیر کو وحی الٰہی اور وحی الٰہی کی پیروی کرنے سے جو روشنی ملتی ہے وہ اس کا علاج ہے اس لئے یہ بھی تجربہ کیا گیا ہے کہ ایک ہی ماں باپ کی تمام بچے کثیر تعداد میں نے گھر ان کا ماحول بدل دیا گیا تو ان کے عادات اور ذہنی قابلیتوں میں بھی نمایاں فرق پیدا ہو گیا یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ چھوٹے بچوں پر ماحول اور صحبت کا اثر پڑتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کے بعد فرمایا انا اعتدنا للکافرین سلاسلاً و اغلالاً و سعیراً۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور جلن تیار کی ہوئی ہے اعتدنا یہاں ماضی کا صیغہ ہے ظاہر ہے کہ اگلی دنیا میں جو اغلال اور سلاسل ہوں گے انکی کیفیت آخرت میں ہی معلوم ہو گی۔ یہاں اس سے پہلے یہ ذکر ہے کہ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً۔ کامیابی کی استعدادیں انسانی بیج میں رکھی گئی ہیں، انہیں ترقی دینا شکر گذاری ہے اور انہیں دبا دینا ناشکرا پن ہے یہاں لفظ کافر شرعی اصطلاح میں نہیں بلکہ ناشکر گذاری کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جو نیک ذہنی قابلیتو[1] کو ترقی دیتا ہے وہ شاکر ہے اور جو انہیں دباتا چلا جاتا ہے وہ ناشکرا ہے۔ یہ ناشکرا پن اور اس کے نتائج اور عواقب والدین کے لئے اگر زنجیریں اور طوق بن جاتے ہیں کہ اولاد لائق نکل آتی ہے تو دوسری طرف ماں باپ کی نعمات بھل انگاریاں اور بدکاریاں بھی بطور ورثہ اولاد کے لئے زنجیریں گلے کے طوق اور جلن ہو جاتا[2] یوں بھی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ہر برا عمل ایک کڑی ہے اور جوں جوں اس عمل کو دہرایا جاتا ہے یہ کڑیاں بڑھتے بڑھتے ایک مضبوط زنجیر کی شکل اختیار کر جاتی ہے اور ایک دن آتا ہے کہ یہ زنجیر اس کی عمر کے مطابق لمبی ہو جاتی ہے کہ جو انسان کو چاروں طرف سے مضبوطی سے باندھ لیتی ہے۔ یہاں سلاسل اور اغلال آخرۃ کے سلاسل اور اغلال اس لئے نہیں کہ پہلے انسان کا عمل ہوتا ہے اس کے بعد اس کا نتیجہ یا سزا پیدا ہوتی ہے، یہاں اعتدنا ماضی ہے اور آخرت کی سزا ابھی آنے والی یا استقبال میں ہے۔

اس سورت کے اندر جو سبق دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے اعمال کے متعلق محتاط ہونا چاہیئے۔ اعمال جو انہیں نہیں جانتے بلکہ خود اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے وہ زنجیریں اور طوق گردن بن جاتے ہیں جس طرح موروثی بیماریاں اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان کے عادات اور اعمال بھی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں اور یہی سلاسل اور اغلال اور جلن ہے جو دوگونہ عذاب کا موجب ہوتے ہیں ماں باپ گویا سلاسل اور اغلال ہیں اولاد کے لئے اور اس تاثر کے ماتحت اولاد کے دکھ ماں باپ کے لئے سلاسل اور عذاب ہوتے ہیں ان زنجیروں اور گردن کے طوقوں سے نکلنے کا ذریعہ ضمیر کی روشنی، وحی الٰہی اور ماحول میں تبدیلی ہے۔

اس نئی ریسرچ سے عیسائی عقائد اور تناسخ کی تردید اگر جانداروں کے جسم میں اگر دوسری نوع کے ڈی این اے ڈال دیئے جائیں تو تجربہ کیا گیا ہے کہ اس سے نوع میں تبدیلی ہو سکتی ہے، ایک خاص قسم کے مینڈک کے جسم سے ڈی این اے نکال کر کے دوسری قسم کے مینڈک کے انڈے سے مرکزی حصہ نکال کر ڈی این اے داخل کر دیا گیا تو اس انڈے سے جو بچہ پیدا ہوا تو وہ پہلی نوع کے مینڈک سے مشابہ تھا۔ اسی طرح پودوں اور بکریوں کے نطفوں میں تبدیل نوع کے تجربات کئے گئے ہیں۔ اسی ضمن میں یہ بھی زیر تحقیق ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کے ڈی این اے نکال کر دوسرے افراد میں منتقل کئے جائیں۔ اپنی مرضی سے انہیں بہادر، بزدل، دراز قد، پستہ قد، اور خوبصورت بنایا جا سکتا ہے۔ اس میں کامیابی ہوتی ہے یا نہیں لیکن اصولاً یہ امر عیسائیت کے عقیدہ کہ گناہ اور دکھ انسان کو آدم اور حوا کے گناہ کی پاداش میں ملا ہے غلط ثابت ہو گیا کیونکہ ہر انسان اپنے والدین کا معلول اور اپنی اولاد کی علت ہے جیسے وہ اپنے ماں باپ سے کمزوریاں ورثہ میں لیتا ہے ان کی خوبیاں بھی لیتا ہے اور ان سے نجات اسی دنیا میں ممکن ہے اور یہ کہ موت گناہ کی مزدوری ہے اگر نسل انسانی میں موت آدم اور حوا کے معاذ اللہ گناہ کی پاداش ہے تو لاکھوں ہزاروں میں موت کیا ان کے آباؤ اولین کے گناہ کی سزا ہے؟

نسل انسانی میں دکھ اور سکھ کی فلاسفی کو نہ سمجھ کر جس طرح عیسائیت نے ٹھوکر کھائی ہے اسی طرح تناسخ کا عقیدہ رکھنے والوں نے بھی اس میں غلطی کھائی ہے۔ انسانی پیدائش جس نطفہ سے ہوتی ہے وہ نطفہ امشاج ہے اس میں بیسیوں ان عادات اور ذہنی قابلیتوں کا نچوڑ ہوتا ہے جو ماں باپ یا دادا پردادا یا نانی دادی نے کمائے تھے ماں کے رحم میں روح باہر سے نہیں آتی بلکہ اسی نطفہ امشاج سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں تبدیلی ممکن ہے خواہ وہ ماحول کے بدل دینے سے ہو یا مناسب تعلیم اور تربیت کے ذریعہ سے۔ اس لئے آگے قرآن مجید نے ابرار (نیک متقی) لوگوں کا ذکر یوں فرمایا ہے ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافوراً۔

نیک لوگ جو نیکیوں کے پیالہ سے پیتے ہیں اور یہ نیکیوں کا پیالہ ضبط یا کنٹرول سے پیدا ہوتا ہے یا اس کی تاثیر ہر عمل کو ضمیر کی روشنی اور وحی الٰہی کی ہدایت کے مطابق بجا لاتا ہے اور اس طرز زندگی کا نتیجہ کہ کوئی عمل غفلت اور جذباتی رو میں بہ جانے سے نہ ہو تو آگے ان کی اولاد میں نیکی کی نہریں بہا دیتا ہے یا جو ایسے ابرار سے تعلق پیدا کرتے ہیں ان کے اندر نیک اعمال کی پر جوش نہریں پیدا کر دیتا ہے، ایسے اسوہ حسنہ اور نیک کردار کے ابرار تو خود بھی نیکی کے چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی سیراب کرتے ہیں۔

بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر یہ شمارہ آٹھ صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے، آئندہ شمارہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ہیں۔ بادشاہ وقت ہیں لیکن انسان کو انسان سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا غریب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غرباء سے مجالست نہیں چھوڑنا ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی اس بات کہ امراء ناپسند کرتے ہیں کہ غرباء کو اپنی مجلس سے نہیں اٹھانا۔ یہ لوگ غریب خدا پرست ہیں۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے کان رسول اللہ یقعد معنا و بین نومناحتی یتمس رکبتہ رکبتنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اتنے قریب ہو کر بیٹھتے تھے کہ آپؐ کے گھٹنے ہمارے گھٹنوں سے مل جایا کرتے تھے

فخر اور غرور عبادت الٰہی کے منافی ہے

تو انسان کو کبھی اپنی دولت پر فخر ہوتا ہے کبھی اپنے باپ دادا پر فخر ہوتا ہے اور کبھی اخلاق پر فخر ہوتا ہے، خدا اسے پسند نہیں کرتا۔ خدا کی مخلوق بھی اسے پسند نہیں کرتی خدا فرماتا ہے کہ ہماری عبادت کرو اور مخلوق خدا سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ قولوا للناس حسنا۔ تمہاری باتوں کے اندر خوبصورتی ہونی چاہیئے۔

الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل۔ ایک پہلو یہ بیان فرمایا کہ ان سے اچھا سلوک کرنا۔ اچھے سلوک کے اندر غرباء پر روپیہ پیسہ خرچ کرنا بھی آتا ہے یتیموں، غریبوں، مسکینوں محتاجوں اور رشتہ داروں پر روپیہ خرچ کرو۔ اس کے مقابلہ میں فرمایا کہ امراء خدا کے دیئے ہوئے روپیہ میں سے خدا کی مخلوق کے لئے روپیہ خرچ نہیں کرتے بلکہ یہاں تک کہ اپنے روپیہ پیسہ کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اسے چھپائے رکھتے ہیں کہ کہیں خرچ نہ کرنا پڑ جائے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں۔ خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔ خدا کے احکام کی فرمانبرداری کرو اور اس کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرو تا کہ خدا آپ سے خوش ہو جائے ان احکام کی پابندی کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان احکام کی پابندی کرنے سے کردار پیدا ہوتا ہے اور جو شخص ان احکام کی پابندی نہیں کرتا ان کو ثمر نہیں ملتا۔ کبھی رسم کی خاطر نماز پڑھ لی۔ یہ نماز نہیں ہے اور کبھی شہرت کے لئے حج کر لیا۔ اس سے حج کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ مسلمان کو حقیقت شناس ہونا چاہیئے۔ احکام الٰہی کی